سلسلہ اشاعت نمبر ۵۴

رہبر و رہنما

بفیض

حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از:- پروفیسر مسعود احمد صاحب

RAZA ACADEMY-BOMBAY-3.

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

تاریک فضاؤں میں بھٹکنے والے بھٹک رہے ہیں ــــــ اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں ــــــ راستہ نہیں پاتے ــــــ کیا کریں کیا نہ کریں ــــــ کدھر جائیں کدھر نہ جائیں ــــــ سنو سنو ــــــ یہ کیسی آواز آرہی ہے ــــــ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ــــــ ہاں، کہو کہو ــــــ ہم کو سیدھے راستے پر چلا ــــــ ان پیاروں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ــــــ اس سے بڑھ کر اور کیا انعام ہوگا کہ وہ کریم اپنی اور اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے کسی کا دل جگمگا دے ــــــ تو جن کے دل جگمگائے ان کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے ــــــ اور کوئی راستہ راستہ ہی نہیں کہ راستہ وہی ہے جو منزل تک پہنچا دے ــــــ منزل بغیر نورِ ایمان نظر نہیں آسکتی اور ایمان بغیر اللہ اور رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت کے میسر نہیں آسکتا ــــــ عقل کے بس کی بات نہیں کہ وہ منزل پاسکے ــــــ زندہ دل ہی منزل پاسکتا ہے ــــــ تو زندہ دلوں کو اپنا راہنما بنائیے ــــــ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کو اپنا قائد بنائیے ــــــ انہی کے نشانِ قدم کو قرآن حکیم "صراطِ مستقیم" کہہ رہا ہے ــــــ انہی کے نقشِ پا کو فرقانِ حمید منزل بتا رہا ہے ــــــ قرآن کی آواز پر لبیک کہیئے ــــــ آگے بڑھیئے اور اُن کا دامن تھام لیجئے جنہوں نے محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن تھاما ہے ــــــ ہاں انہی دامن تھامنے والوں میں ایک وہ عاشق بھی تھا جس نے عالمِ اسلام میں عشقِ مصطفٰے کی دھوم مچائی ــــــ علم وعمل میں یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں ــــــ عشق ہی نے اس کو ذرّے سے آفتاب بنایا ــــــ آج پھر اسکی ضیا پاشیوں کیلئے آنکھیں ترس رہی ہیں ــــــ آج پھر اس کا نعرۂ مستانہ سننے کے لئے سب کان لگائے ہوئے ہیں ــــــ

RAZA ACADEMY
26, Kambekar Street,
BOMBAY-400 003

امام احمد رضا کو کون نہیں جانتا ـــــ سب جانتے پہچانتے ہیں ـــــ وہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ (۱۴ جون ۱۸۵۶ء) کو بریلی شریف (بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ (۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) کو اسی شہر میں وصال فرمایا ـــــ تقریباً ۱۴ برس کی عمر میں درسِ نظامی سے فارغ ہوئے اور ان کا شمار علماء میں ہونے لگا، وہ معقولات و منقولات کے فاضل اور اپنے دور کے عظیم عبقری تھے ـــــ پچپن علوم و فنون میں مہارت حاصل تھی ـــــ انہوں نے ہر فن میں علمی یادگار چھوڑی ہے ـــــ ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ـــــ ان کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) اردو تراجم کے سارے ذخیرے میں امتیازی شان رکھتا ہے ـــــ یہ نہ کسی ترجمے کا ترجمہ ہے اور نہ ترجموں کی ترجمانی ـــــ یہ تو براہِ راست قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہے ـــــ تفسیر میں امام احمد رضا کی شان یہ تھی کہ صرف سورۂ والضحٰی کی چند آیتوں کی تفسیر ۶۰۰ صفحات سے بھی تجاوز کر گئی ـــــ زندگیاں ملتیں تو وہ تفسیر لکھتے ـــــ ایک زندگی تو تفسیر کے لئے کافی نہ تھی ـــــ علمِ حدیث میں انکا یہ مقام کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا رحمٰن علی، امام احمد رضا کی تصنیف الروض البہیج فی آداب التخریج (۹۹-۱۲۹۶ھ) کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر اس فن میں پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو پھر امام احمد رضا کو اس فن کا موجد کہا جائیگا ـــــ مسلکِ دیوبند کے جید عالم مولانا نظام الدین احمد پوری (سابق ریاست بہاولپور، پاکستان) کو جب فنِ حدیث میں امام احمد رضا کی کتاب الفضل الموہبی فی معنیٰ اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) کے منازلِ حدیث سے متعلق ابتدائی اوراق سنائے گئے تو انہوں نے حیرت سے فرمایا ـــــ یہ سب منازلِ فہمِ حدیث مولانا کو حاصل تھے؟ ـــــ افسوس میں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا ـــــ امام احمد رضا جس شان کے محدث تھے اسی شان کے فقیہ بھی تھے ـــــ صاحبِ نزہۃ الخواطر، سید عبدالحی ندوی کی رائے میں جزئیاتِ فقہیہ پر امام احمد رضا کو جو عبور حاصل تھا وہ ان کے معاصر علماء میں کسی کو حاصل نہ تھا ـــــ امام احمد رضا کا عظیم مجموعۂ فتاویٰ العطایا النبویۃ

حدیث

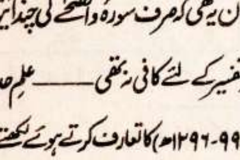
الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی
اعز النکات بجواب سوال ارکات
مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی

الفضل الموہبی فی معنےٰ اذا صح الحدیث فہو مذہبی

فقہ

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

فی الفتاوی الرضویہ انکی فقاہت پر گواہ ہے ــــــ ماہرینِ قانون میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور بمبئی ہائیکورٹ کے پارسی جج پروفیسر ڈی ایف ملّا نے فتاوی رضویہ کو سراہا ہے اور اسے عظیم شاہکار قرار دیا ہے اور علماءِ عرب و عجم نے تو دل کھول کر تعریف کی اور انہیں اس صدی کا مجدّد قرار دیا ــــــ امام احمد رضا کے دارالافتاء میں برِّ اعظم ایشیا، برِّ اعظم یورپ، برِّ اعظم امریکہ، برِّ اعظم افریقہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے ــــــ یہ امتیاز، یہ مقبولیت، یہ مرجعیت صرف اور صرف امام احمد رضا ہی کو حاصل تھی ــــــ علماءِ دین، مفتیانِ شرعِ متین اور قاضیانِ عدالت سب ان سے مستفید ہوتے تھے۔

منقولات و معقولات میں انہوں نے حیرت انگیز کارنامے انجام دئے ــــــ انہوں نے عربی میں تحقیقی مقالہ الدّولۃ المکیہ بالمادّۃ الغیبیّہ (۱۳۰۲ھ/۱۹۰۵ء) پیش کر کے علماءِ عرب کو حیرت میں ڈالدیا ــــــ ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ حل کر کے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (بھارت) کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو متحیّر کر دیا اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ امام احمد رضا "نوبل پرائز" کے مستحق ہیں ــــــ قصیدۂ معراجیہ لکھ کر ادیبوں اور شاعروں کو انگشت بدنداں کر دیا ــــــ ادب کی نازک خیالیوں اور سائنس کی موشگافیوں کو اپنی ذات میں جمع کر کے ازہر یونیورسٹی، قاہرہ (مصر) کے پروفیسر محی الدین الوائی کو حیرت میں ڈال دیا ــــــ

◎

دورِ جدید کیلئے امام احمد رضا کے پیکرِ علمی کا معقولاتی پہلو نہایت اہم اور دلچسپ ہے ــــــ امام احمد رضا نے ان تحقیقات و تصنیفات میں قدیم و جدید فلسفیوں اور سائنسدانوں کی تحقیقات و تخلیقات کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور علمی گرفتیں کی ہیں ــــــ مثلاً ابنِ سینا، نجم الدین علی بن محمد القزوینی، شمس الدین محمد بن مبارک میرک بخاری، امام غزالی، عبدالرحمٰن بن احمد الایجی، سعدالدین مسعود بن محمد تفتازانی، نصیر الدین بن جعفر بن محمد طوسی، عبداللہ بن عمر بیضاوی، ملا محمد جونپوری، آئزک نیوٹن، البرٹ آئن اسٹائن وغیرہ وغیرہ ــــــ امام احمد رضا نے فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) لکھ کر نظریۂ کششِ ثقل، نظریۂ اضافیت اور نظریۂ حرکتِ زمین پر فاضلانہ بحث کی ہے ــــــ دورِ جدید کے بعض مغربی اور مشرقی فلسفیوں اور سائنسدانوں نے بھی ان نظریات میں کلام کیا ہے اور اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں مختلف نتائج اخذ کئے ہیں

—— سائنسی علوم میں امام احمد رضا کی گہرائی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۱۹ء میں ایک امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ الیف پورٹا نے پیشگوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بعض سیاروں کے جمع ہونے اور کشش کے نتیجہ میں ممالکِ متحدہ امریکہ میں قیامتِ صغریٰ آئیگی —— جب اس پیشگوئی کے بارے میں امام احمد رضا سے رائے لی گئی تو انہوں نے اسے لغو قرار دیا اور اسکے جواب میں ایک فاضلانہ علمی مقالہ معین مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) تصنیف فرمایا —— ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سارے عالم نے دیکھا کہ امام احمد رضا نے جو کچھ کہا تھا حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور امریکی ہیئت داں کی پیشگوئی باطل ٹھہری —— مغربی دنیا پر امام احمد رضا کی یہ پہلی کامیابی تھی ——

معقولات میں امام احمد رضا کی تصانیف کو سمجھنے والے بھی آنہ رہے —— شاذ و نادر ہی کہیں ہوں تو ہوں —— جدید فلسفی اور سائنسداں بھی عربی فارسی زبانوں اور علمی اصطلاحات سے واقف نہیں اسلئے ان کا سمجھنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے یہی وجہ تھی کہ پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین نے مسلم یونیورسٹی (علیگڑھ) سے ایک ماہرِ فن امام احمد رضا کے پاس بھیجا کہ وہ امام احمد رضا سے مطالب و مفاہیم سمجھ کر انگریزی میں لکھنا جائے مگر یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا اور بات نامکمل رہ گئی ورنہ امام احمد رضا کی تحقیقات انگریزی میں منتقل ہو جاتیں تو آج اہل علم محروم نہ رہتے —— بہرکیف علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سابق استاد پروفیسر ابرار حسین فوزِ مبین کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اور حواشی بھی تحریر کر رہے ہیں ——

امام احمد رضا برق رفتاری سے سوچتے تھے —— ان کا رہوارِ فکر اپنے زمانے سے آگے دوڑ رہا تھا —— انکی یہ خصوصیت قابلِ توجہ بھی ہے اور لائقِ تحقیق بھی —— انہوں نے ریاضیات میں اپنے الگ قوانین وضع کئے اور ضابطے تحریر کئے —— وہ یگانۂ روزگار بھی تھے اور عبقری بھی ——

فقہ
الجزء الاول
من
جد الممتار علی رد المحتار
المعروف ب
حاشیۃ الشامی
الامام احمد رضا القادری البریلوی قدس سرہ
المجمع الاسلامی
الشیخ حمید اللہ قادری حشمتی

جد الممتار علی رد المحتار

امام احمد رضا منقولات و معقولات کے امام تو تھے ہی مگر وہ ایک سچے او پکے مسلمان تھے ——— انہی عقائد پر کاربند تھے جو حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ تابعین او رسلف صالحین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں ——— انہوں نے اپنی طرف سے نہ کوئی عقیدہ ایجاد کیا اور نہ کسی نئے فکر اور نظریے کی بنیاد رکھی ——— وہ قرآن و حدیث کے متبحر عالم تھے ایسا کیونکر کر سکتے تھے ——— انہوں نے آدم و ابلیس کے واقعہ سے یہ سبق سیکھا کہ زعمِ توحید میں اللہ کے محبوبوں سے منہ نہ موڑنا چاہیے ——— ابلیس نے منہ موڑا اور دنیا و آخرت میں رسوا ہوا ——— کہیں کا نہ رہا ——— ان کے آگے جھکنا خدا کے آگے جھکنا ہے ——— اُن سے منہ موڑنا خدا سے منہ موڑنا ہے ——— ابلیس یہ نکتہ توحید و رمزِ محبّت نہ سمجھا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود ٹھہرا ——— اللہ کے محبوبوں کی شان ہی نرالی ہے ——— ان کے عصا کی یہ شان کہ پتھر پر پڑے تو چشمے پھوٹ پڑیں اور پیاسے سیراب ہو جائیں ——— دریا پر پڑے تو راستہ پیدا ہو جائے اور قافلوں کے قافلے دریا پار کر لیں ——— ان کے پیرہن کی یہ شان کہ چہرے پر ڈال دیا جائے تو بے نور آنکھیں منوّر کر دے ——— ان کے نقشِ پا کی یہ شان کہ قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا جائے اور سجدہ گاہ بنا لیا جائے ——— اور محبوبوں کے محبوب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہو گی جنکا ذکر زبور میں ——— جنکا ذکر انجیل میں جنکا ذکر توریت میں ——— جنکا ذکر ویدوں میں، جنکا ذکر اپنیشدوں میں جنکا ذکر پرانوں میں جنکا ذکر ژند و اوستا میں ——— انکا ذکر اللہ نے بلند کیا ——— کون جانے کب سے بلند کیا ——— کون سمجھے کہاں تک بلند کیا ——— بلندیاں اُنکے سامنے ہیں ——— بلندیاں ان کے قدم چوم رہی ہیں ——— امام احمد رضا نے اس بلند مرتبت ہستی کے کمالات کو سارے عالم کے سامنے پیش کیا ——— یہ انکا عظیم کارنامہ ہے۔ نطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب والوصال (١٣١٧ھ/١٨٩٩ء) لکھ کر یہ بتایا کہ اس جانِ جاں نے رخِ زیبا سے نقاب کب اٹھائی اور رخِ زیبا پر نقاب کب ڈالی ——— النعیم المقیم فی فرحۃ مولد النبی الکریم (١٢٩٩ھ/١٨٨١ء) لکھ کر یہ بتایا کہ یومِ ولادت باسعادت خوشیاں منانے کا دن ہے شادیانے بجانے کا دن ہے ——— العروس لاسماء

انہوں نے شمول الاسلام لآباء الرسول الکرام (١٣١٥ھ/١٨٩٧ء) لکھ کر آپ کے آباء و اجداد کی عظمتوں کو اجاگر کیا ———

فقہِ شہنشاہ و ان القلوب بید المحبوب باذن اللہ ـــــ ایک ہزار سے زیادہ نام ہیں، ایک دو نہیں، الکھکر یہ بتایا کہ اس محبوبِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) الحسنیٰ فیما للنبیاء من الاسماء الحسنیٰ
(۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) الکھکر یہ بتایا کہ اس تاجدارِ دو جہاں کو شہنشاہ بھی کہئے تو بجا ہے ـــــ منیر العینین فی حکم تقبیل الابہامین (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) الکھکر یہ بتایا کہ اس محبوبِ رب العلمین
کے نامِ نامی پر عشاق بے تابانہ اپنے انگوٹھے چومیں تو خیر و برکت ہے ـــــ تمہید ایمان بآیاتِ قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لکھکر مقاماتِ مصطفیٰ کی سیر کرائی اور یہ بتایا کہ انکی جناب میں ادنیٰ
گستاخی بھی کفر ہے ـــــ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) لکھکر آپ کے اختیار و اقتدار کا نظارہ دکھایا ـــــ اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل (۱۲۹۸ھ/
۱۸۸۰ء) لکھکر بتایا کہ انکے دربارِ عالی کی یہ شان ہے کہ جبریل امین بھی خادم تمام حاضر ہوتے ہیں ـــــ منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) لکھکر بتایا کہ انکی شانِ اقدس یہ ہے کہ
جسکو حرام کردیں حرام ہو جائے ـــــ جس کو حلال کردیں حلال ہو جائے ـــــ الوہبۃ الجدیدہ فی وجود الحبیب فی مواضع عدیدہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) لکھکر یہ بتایا کہ انکی محبوبیت
کی یہ شان ہے کہ انکا عاشق جہاں یاد کرتا ہے موجود پاتا ہے ـــــ اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) لکھکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی
وسعتوں اور پہنائیوں کو بیان کیا ـــــ صلات الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) لکھ کر نورانیتِ مصطفیٰ صلے اللہ تعالےٰ وسلم کا جلوہ دکھایا
ـــــ ہدی الحیران فی نفی الفئ عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) لکھ کر یہ بتایا کہ اس پیکرِ نور کا سایہ نہ تھا ـــــ مبین الہدیٰ فی نفی امکان المصطفیٰ (۱۳۲۴ھ/
۱۹۰۶ء) لکھ کر یہ بتایا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم میں یگانہ و یکتا ہیں، ان جیسا ہونا ممکن ہی نہیں ـــــ
تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء) لکھ کر یہ بتایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردارِ انبیاء ہیں ـــــ جزاء اللہ
عدوہ بابائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ سردارِ انبیاء خاتم الانبیاء ہیں، انکے بعد نہ کوئی نبی آئیگا اور نہ کوئی رسول
منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) لکھ کر یہ بتایا کہ تاجدارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم عرش پر گئے اور دیدارِ الٰہی
سے مشرف ہوئے ـــــ حجان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ واقعہ معراج سے
پہلے دو جہان کیسے نماز پڑھتے ـــــ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء) لکھکر بتایا کہ
سوادِ اعظم اہلِ سنت اللہ تعالیٰ، مصطفیٰ، آلِ مصطفیٰ اور اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں ـــــ

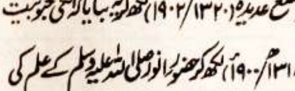

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

المعتمد المستند بناء نجاة الابد

بدرالانوار فی آداب الآثار (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ عاشق کیلئے محبوب کی نشانیاں کتنی پیاری ہوتی ہیں اور اس کے آداب کیا ہوتے ہیں ——— الکوکبۃ الشہابیہ (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) لکھ کر عظمت و ناموسِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنیوالوں کو للکارا اور گستاخانِ رسول کا منہ بند کیا ——— حدائقِ بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) لکھ کر اس جانِ جاں کے اس انداز سے گیت گائے کہ سارا چمن پہچانے لگا ———

امام احمد رضا کا قلم زندگی بھر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتا رہا ——— انہوں نے سیرت کے ایک ایک گوشے پر مستقل رسالے تصنیف فرمائے اور وہ تحقیق فرمائی جو کتبِ سیرت میں نظر نہیں آتی ——— انہوں نے سیرت ہی کو اپنا محورِ قلم بنایا ——— محبوبِ خدا کی ایک ایک خوبی کو اسطرح روشن کیا کہ اسکی روشنی سے ماحول جگمگانے لگا ——— اور ہر زبان اُنکے گن گانے لگی ——— سیرت لکھنے والوں نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن جو تاثیر امام احمد رضا کے قلم میں نظر آئی اور جو زندگی انکی تحریروں میں دیکھی گئی کہیں نہیں دیکھی گئی ——— انہوں نے نظم و نثر دونوں میں سیرت کو اجاگر کیا ——— ان کا مشہور و معروف سلام جو ذوق و شوق سے مشرق و مغرب میں پڑھا جاتا ہے قصیدۂ نعتیہ ہی نہیں بلکہ سیرت پر ایک کتاب ہے ——— امام احمد رضا کا موضوع محمدِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت ہی رہی ——— اس سے کسی کو انکار نہیں ——— وہ عالمِ اسلام میں عظمتِ مصطفٰی کے علمبردار تھے ——— انکی زندگی عشقِ مصطفٰے سے عبارت تھی ——— اور عشقِ مصطفٰی ہی ہمارے دردِ دل کا مداوا اور ہمارے دکھوں کا علاج ہے ——— اور کوئی علاج نہیں ——— امام احمد رضا کی پکار تھی کہ دلوں کو عشقِ مصطفٰے سے آباد کرو ———

امام احمد رضا کی زمانے پر نظر تھی ——— وہ زمانے کی حرکی قوت کو محسوس کرتے تھے ——— وہ جانتے تھے کہ اسلام جدّت پسند ہے ——— نہ رجعت پسند ہے نہ قدامت پرست ——— اسکی فطرت میں جدّت پسندی ہے ——— وہ جامد نہیں متحرک ہے ——— زمانے کے ہزاروں نشیب و فراز اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے ——— اسلام کو اس ذاتِ اقدس نے مکمل فرمایا جسکا ارشاد ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ——— ہر دن ایک نئی شان میں ہے ——— اور

اسکو اُس پیکرِ نوری نے نافذ کیا جس کے لئے اعلان کیا گیا ـــــ وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى ـــــ اور تیری ہر آنیوالی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے ـــــ اور جس دل میں اسلام بستا ہے اسکی شان یہ بتائی گئی کہ اُسکے دو دن یکساں نہیں گزرتے ـــــ ع ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان ـــــ زمانہ متحرک ہے کائنات کی ہر شے متحرک ہے ـــــ جمود نام کو نہیں۔ قرآن کی جو شکل و صورت عہدِ نبوی میں تھی، آج نہیں ـــــ بیشک متنِ قرآن وہی ہے مگر کتابت کی یہ نگارنگی، گلکاریوں میں یہ رنگ آمیزی، کاغذوں کی یہ بوقلمونی، جلدوں کی یہ خوش حالی عہدِ نبوی میں کہاں تھی جو آج ہے؟ ـــــ یہ ساری نئی باتیں ہیں مگر سب کو دل سے بھاتی ہیں ـــــ عہدِ نبوی میں مساجد کی جو صورت تھی آج نہیں ـــــ در و دیوار کی یہ سج دھج، محراب و منبر کی یہ زیب و زینت، گنبد و مینار کی یہ شان و شوکت عہدِ نبوی میں کہاں تھی جو آج ہے؟ ـــــ یہ سب نئی باتیں ہیں مگر سب کو دل سے پسند ہیں کہ زمانہ متحرک ہے ایک حالت پر نہیں رہتا ـــــ احادیث میں قرآن کو غیر ضروری طور پر سجانے اور مسجدوں پر غیر ضروری طور پر رقم خرچ کرنے کی ممانعت ہے مگر پھر بھی کسی مکتبِ فکر نے کوئی آواز نہ اٹھائی ـــــ اور زمانہ کی حرکی قوت کو تسلیم کیا ـــــ ہم سب نے وہ باتیں بھی تسلیم کرلیں جو منشاءِ شریعت کے خلاف ہیں ـــــ شاندار مکانوں کی تعمیر بڑے بڑے شہروں کی آبادی، زندگی میں اسراف و تبذیر یہ سب منشاءِ شریعت کے خلاف ہیں ـــــ مگر کوئی معترض نہیں بلکہ ان امور میں منہمک ہیں ـــــ جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کا احترام یہ سب جدید سے جدید تر ہیں ـــــ سب سلامی دیتے ہیں سب ترانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں کسی کو اعتراض نہیں ـــــ مگر جب محمدِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی بات آتی ہے جن کے طفیل وہ ملک ملا جس کے جھنڈے کو سلامی دیجاتی ہے اور جس کے ترانے کھڑے ہوکر گائے جاتے ہیں تو بعض حضرات روٹھے روٹھے نظر آتے ہیں ـــــ حالانکہ ہزار جھنڈے انکے قدموں پر نثار ہوں اور ہزار ترانے انکی آن پر قربان ہوں جنکے دم قدم سے ہم جیتے ہیں ـــــ ہمارے قول و عمل تضادات کے شکار ہیں ـــــ من چاہتا ہے تو دین کی بات کرتے ہیں نہیں چاہتا تو درگزر کرتے ہیں ـــــ امام احمد رضا نے قول و عمل کے اس تضاد کے خلاف جہاد کیا ـــــ

اگر حالات کی تبدیلی کے ساتھ ایک اصول کے تحت ایک بات جائز ہے تو دوسری بات بھی جائز

فلسفہ

وفی تفویض الحکمۃ الفلسفیۃ ...

رسالہ عجیبہ

در

رَدِّ فَلسفہ قدیمہ

موسوم بہ

اَلکَلِمَۃُ المُلہَمَۃ

از افادات مجدد مائۃ حاضرہ امام علوم عقلیہ و نقلیہ

اعلیٰحضرت عظیم البرکت الحاج مولانا شاہ احمد رضا خان

الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ

ہیأۃ

فوزِ مبین در ردِ حرکتِ زمین

فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین

ہونی چاہیے خصوصاً وہ باتیں جن کا تعلق عظمتِ مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے جو مقصود و مطلوبِ قرآن ہے ——— نت نئی باتوں (بدعات) کے بارے میں امام احمد رضا کا مسلک یہ تھا کہ ہر وہ نئی بات جس کو شارع علیہ السلام نے منع نہ کیا ہو اور جس سے منشاءِ شریعت کو تقویت پہنچے جائز ہے ——— امام احمد رضا کی اصول پسندی نے گوارا نہ کیا کہ وہ طفلانہ ضد کو اپنا شعار بنائیں اور اپنی پسند و ناپسند کو معیارِ شریعت بنا کر ملتِ اسلامیہ کو عظیم تفرقہ میں مبتلا کریں ——— انہوں نے وہی مسلک اپنایا جو صدیوں سے جمہور کا مسلک رہا ہے ——— انہوں نے قرآن و حدیث اور جمہور علماء کے اقوال سے مسلکِ حق روشن کیا ——— جہلاء نے جو نت نئی بدعات نکالی ہیں ان سے امام احمد رضا کا کوئی تعلق نہیں ——— وہ ایک جہانِ علم و فضل تھے ——— کوئی اس جہان کی سیر تو کرے ——— پھر جو نہ دیکھا تھا دیکھے ——— اور جو نہ سنا تھا سنے ———

امام احمد رضا نے معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے کیلئے بڑی جدّ و جہد کی ان برائیوں کی نشاندہی کی جو منشاءِ شریعت کے خلاف اور حرام و ناجائز ہیں مثلاً (۱) طریقت کو شریعت سے الگ سمجھنا (۲) پیروں فقیروں کے سامنے عورتوں کا بے پردہ آنا (۳) قبروں کی زیارت کے لیے عورتوں کا جانا (۴) رہن سہن میں کفار و مشرکین سے مشابہت پیدا کرنا (۵) غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا (۶) تعزیے بنانا، نکالنا اور دیکھنا (۷) سینہ کوبی اور ماتم کی محفلوں میں شریک ہونا (۸) آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی سننا (۹) قرآن خوانی پر اجرت لینا (۱۰) تقریروں پر اجرت لینا (۱۱) بزرگوں کی تصاویر لگانا اور انکا احترام کرنا (۱۲) قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور قبروں پر پیر رکھنا (۱۳) فرضی قبریں بنا کر زائرین کو دھوکہ دینا (۱۴) قبر کا طواف کرنا (۱۵) قبر کو سجدہ کرنا (۱۶) قبر پر لوبان اگربتی جلانا (۱۷) میت کے گھر جمع ہو کر کھانا پینا (۱۸) لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے جہیز طلب کرنا (۱۹) قرآن سے فال نکالنا (۲۰) داڑھی منڈانا (۲۱) انگریزی وضع کے لباس پہننا وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا بدعات سے اس حد تک متنفر ہیں کہ اہلِ بدعت کی صحبت کو بھی مہلک قرار دیتے ہیں، وہ اہلِ بدعت سے بچنے کی ہدایت فرماتے ہیں ——— انہوں نے عوام و خواص سب کو نصیحت فرمائی اور اپنے دور کے علماء کو بھی نصیحت فرمائی جو مبتدعین کے نقشے بہے جا رہے تھے چنانچہ مولانا محمد علی مونگیری کو ایک خط میں لکھتے ہیں ———

"آپ جیسے صوفی صافی منش کو حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اسمیں عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں ——— حضرتِ ممدوح ایک مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ——— "فسادِ مبتدع زیادہ تر از فسادِ صحبتِ صد کافر است" ——— مولانا! خدارا انصاف، آپ یا زید یا اور ارا کین مصلحتِ دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرتِ مجدد؟" (مکتوب محررہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء بحوالہ مکتوبات مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۹۱)

امام احمد رضا دین تو دین، دنیوی زندگی میں ایسی نئی باتوں کی تائید نہ کرتے تھے جو فردکے اسلامی تشخص کو مجروح کر دے ——— اسلام کے بارے میں وہ جتنے حساس تھے ان کے عہد میں کوئی اتنا حساس نہ ہوگا ——— ان کا احساس جذباتی یا مصلحت اندیشانہ یا ریا کارانہ نہ تھا ——— سچا تھا ——— وہ انگریزی لباس کے اس حد تک خلاف تھے کہ جو اس لباس میں نماز پڑھ لیتا اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے، وہ انگریزوں کی متعصبانہ ذہنیت کو جانتے تھے ——— انگریز نے ہماری سلطنت کو اجاڑا، ہمارے معززین کے لباس کو خادموں کیلئے مخصوص کر دیا اور مخدوموں کیلئے نیا لباس تراشا ——— ہمارے فرش و فروش پر کرسیاں اور صوفے جمائے، خود ہم سے ہماری تہذیب کو پامال کرایا ——— جس فرش پر ہمارے اسلافِ کرام فخر سے بیٹھتے تھے آج اسی فرش پر ہم فخر سے جوتیاں رکھتے ہیں ——— جبتک جذبۂ غیرت بیدار نہ ہوگا، کام نہ بنے گا، بیشک ؎ غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں ——— قوموں نے غیرت سے پایا ہے بے غیرتی سے کھویا ہے ——— امام احمد رضا افرادِ ملت میں اسلامی غیرت پیدا کرنا چاہتے تھے ——— وہ اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی علوم و فنون کے علمبردار اور پرچارک تھے ——— انہی کی تحریک سے آج ہم مسلمانوں میں جذبۂ دینی اور جذبۂ عشقِ رسول نظر آرہا ہے ———

امام احمد رضا جن افکار و نظریات کے داعی تھے وہ وہی تھے جو تقریباً ایک صدی قبل حرمین شریفین اور سلطنتِ عثمانیہ کے افکار و نظریات تھے ——— ہمارے جوانوں کو نہیں معلوم کہ سلطنتِ عثمانیہ مسلمانوں کی کتنی عظیم سلطنت تھی، بر چار برِ اعظموں پر پھیلی ہوئی تھی ——— آج روس اور امریکہ کی بھی اتنی بڑی سلطنت نہیں ——— اس عظیم سلطنت کا وہی مسلک تھا جس کا امام احمد رضا نے پرچار کیا ——— سلطان عبدالحمید خاں کے عہد (۱۹۰۸ء) تک سلطنتِ ترکیہ بلغاریہ سے بحیرۂ عرب اور طرابلس تک پھیلی ہوئی تھی ——— سلطان صحیح العقیدہ اور عاشقِ

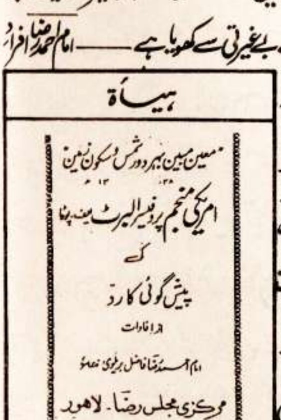
ہیأۃ

معین مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین

امریکی منجم پروفیسر البرٹ ایف پورٹا

کے

پیش گوئی کا رد

از افادات

امام احمد رضا فاضل بریلوی

مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

معین مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین

ہیأۃ

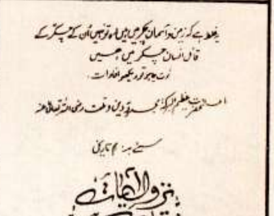

نزولِ آیات فرقان بسکونِ زمین و آسمان

رسول تھا، اس کے جذبۂ حبِّ رسول کا یہ عالم تھا کہ جب فرانس کی ایک کمپنی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈرامہ اسٹیج کرنا چاہا تو سلطان نے تلوار نیام سے نکال لی اور اعلان کیا کہ جب تک عیسائی دنیا اس ناپاک ارادے سے باز نہ آئیگی یہ تلوار نیام میں نہ جائیگی ——— اس اعلان سے نہ صرف فرانس بلکہ پورا یورپ تھرّا گیا، عیسائی دنیا نے سلطان سے معافی مانگی اور اس ارادے سے باز آئی ——— اسی قسم کے مجاہدانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے مصر کے ادیب و شاعر احمد شوقی نے کہا تھا ———

" جہاں جہاں تو شمشیر کے جوہر دکھاتا ہے دین کو مدد ملتی ہے "۔ ——— سلطنتِ ترکیہ دشمنانِ اسلام کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی ——— امام احمد رضا کا زمانہ اس سلطنت کے شکست و ریخت کا زمانہ ہے ——— دشمنوں کو اسلام کی ہیبت و جلالت ایک آنکھ نہ بھائی ——— سازشوں کا جال بچھایا گیا ——— مسلمانوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں ذبح کرایا گیا ——— اسلامی آثار کو خود مسلمانوں کے ہاتھوں مٹایا گیا ——— وہ آثار جس سے قوموں کی ڈھارس بندھی رہتی ہے ——— وہ آثار قرآنِ حکیم نے جن کو عزت دی اور قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ——— وہ آثار دورِ بدر جنکے سہارے قوموں کا مزاج بدل رہا ہے ——— ہاں وہ آثار جنکی محافظ سلطنتِ عثمانیہ تھی ——— ان آثار کو شرک و بت پرستی کا نام دیکر مٹا دیا گیا ——— عالمِ اسلام کے دل توڑ دئے گئے ——— سلطنتِ عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا گیا ——— اور یہ سلطنت جن عالمگیر افکار و نظریات کی حامل تھی انکو جرح و تنقید کا نشانہ بنا کر بکھیر دیا گیا ——— محکم نظریات کے سہارے قوموں کی ساکھ قائم ہوتی ہے ——— جب نظریات کے تار و پود بکھر جاتے ہیں، قومیں بکھر جاتی ہیں ——— یہ ایک داستانِ خونچکاں ہے جو نہ ہماری کلیات کے نصاب میں ہے نہ جامعات کے نصاب میں ——— ایک قیامت گذر گئی اور آج کسی کو خبر نہیں ——— یہ سب کچھ اس لئے چھپایا گیا کہیں مقدس چہروں کا سنگھار نہ مٹ جائے ———

ہمیں ان نظریات کی طرف لوٹ جانا چاہیے جنہوں نے ہمیں عظمت و شوکت بخشی ——— دورِ غلامی کے جن افکار نے سوائے انتشار کے ہمیں کچھ نہ دیا، ان کو چھوڑ دینا چاہیے ——— نہ معلوم ہم چاہِ ظلمت میں کب سے بھٹک رہے ہیں ——— اگر ہوش نہ آیا تو نہ معلوم کب تک بھٹکتے رہینگے ——— ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ دورِ آزادی کے افکار و نظریات سے اپنے دل و دماغ کو سجائینگے یا دورِ غلامی کے افکار سے ——— دنیا میں آزاد اور

یاد فارؔ رہنا ہے تو وہی افکار اپنانے ہونگے جنہوں نے کبھی ہم کو مہرو پرویں کا امیر بنایا تھا ——

◎

ایک زمانہ تھا کہ اجتہاد کی رَو چلی —— امام احمد رضا ہر کس و ناکس کے اجتہاد کے خلاف تھے —— انکا کہنا تھا کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں بہت لکھا جاچکا ہے ورا سکا مطالعہ اور اس میں غور و خوض اکثر مسائل کے حل کیلئے کافی ہے پھر اجتہاد کی کیا ضرورت؟ ماضی کی تحقیقات سے آنکھیں بند کر لینا اور جدت پسندی کے جوش میں اسلامی قوانین و علوم پر عبور نہ ہوتے ہوئے بھی خود اجتہاد کرنا ان کے نزدیک عاقبت نا اندیشانہ عمل تھا ——

انہوں نے خود جدید مسائل کو قدیم تحقیقات کی روشنی میں حل کیا ہے مثلاً کاغذ کے نوٹ اور اس پر زکوٰۃ کا مسئلہ بالکل نیا تھا —— اصل میں زکوٰۃ سونے چاندی پر ہے کاغذ کے نوٹوں کا بھی وہی حکم ہے یا نہیں؟ —— علماء حرمین کے استفسار پر امام احمد رضا نے عربی میں کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کے عنوان سے ایسا فاضلانہ مقالہ لکھا کہ سب حیران رہ گئے —— اِس مقالے کو سامنے رکھ کر لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ایک مفید مقالہ قلمبند کیا ہے جو مجلس رضا، مانچسٹر کی طرف سے شائع ہوگا اور یہی وہ مقالہ ہے جو پاکستان میں بینکنگ کیلئے رہنما ثابت ہوا۔

تکسیر

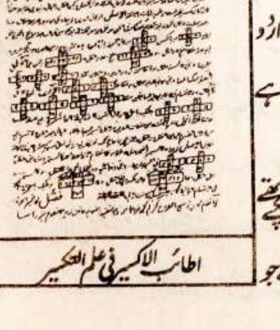

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

ہم اپنی کوتاہیوں اور کم علمیوں کو چھپانے کے عادی ہوگئے ہیں —— عرصہ دراز تک پاکستان میں یہ سوچا گیا کہ زبانِ اردو علومِ جدیدہ کے بیان پر قادر ہے یا نہیں؟ —— مگر ۷۵ سال قبل امام احمد رضا نے حرکتِ زمین کے ردّ میں اردو میں محققانہ مقالہ لکھا تھا جو ایک سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے —— یہ مقالہ ایسی بامحاورہ اردو اور روز مرہ میں لکھا گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے —— مافی الضمیر کے اظہار میں کہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی ہے —— قلم ایسا رواں دواں جیسے سیلِ رواں ہو ——

فنِ طب جسکی تحقیقات اپنے عروج پر پہنچ چکی تھیں —— نباتات کے خواص معلوم کئے جاچکے تھے —— تشخیص و تجویز کے سارے اصول مرتب ہوچکے تھے —— ایسے صاحبِ بصیرت حکماء پیدا ہوچکے تھے جو

توقیت

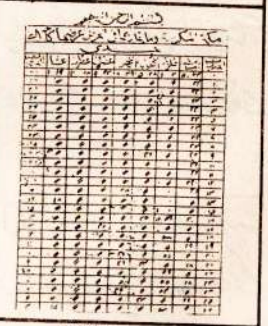

اوقاتِ صلوٰۃ مکہ معظمہ

طبِ مغرب نے ہم پر جادو کیا، نبض پر ہاتھ رکھ کر سب کچھ بتا دیا کرتے تھے اور اب بھی ہیں مگر قدر نہیں —— نباضی آلات کی نذر ہو گئی —— حکماء جو چشمِ بینا رکھتے تھے آنکھوں سے محروم ہو گئے، اب وہ مریض کا حال آلات سے پوچھتے ہیں اور جھوٹ سچ جو وہ بتاتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں —— محتاجی اور فقیری و مسکینی نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا —— ایک ایک کا منہ تکتے ہیں —— اپنی دولت سے غافل ہیں —— اغیار سمجھتے ہیں شاید غریب و مسکین ہیں جبھی تو ٹکڑوں کو ترستے ہیں —— مگر ہم تو امیروں کے امیر تھے —— یہ کیا ہوا؟ —— اور ایک بات جس سے اسلامی معاشرہ جانا پہچانا جاتا تھا —— وہ تو اب ختم ہی ہو گئی —— انسانیت کا درد —— اب وہ درد نہیں رہا ——

◎

عہدِ امام احمد رضا اور اس کا ماضی قریب اور مستقبل قریب جو ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے انقلابات اور محاربات کا دور تھا —— امام احمد رضا انقلاب ۱۸۵۷ء سے تقریباً ایک سال قبل پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں تحریکِ ترکِ موالات کے دور میں انتقال فرمایا —— ۱۸۸۴ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا —— ۱۹۰۵ء میں تحریکِ ریشمی رومال کا آغاز ہوا، اسی زمانے میں جمعیت انصار الاسلام قائم ہوئی، ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی —— ۱۹۱۱ء میں جنگِ طرابلس ہوئی، ۱۲-۱۹۱۱ء میں جنگِ بلقان ہوئی، ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی —— ۱۹۱۹ء میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی بظاہر جس کا مقصد سلطنتِ عثمانیہ کی حفاظت و حمایت اور اعانت تھا لیکن اندرونِ خانہ کانگریس کو اس سے بے پناہ قوت ملی اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی —— اسی زمانے میں جمعیۃ العلماء ہند قائم ہوئی —— دوسرے ہی سال ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے تحریکِ ترکِ موالات شروع کی جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کر کے ان پر دباؤ ڈالنا اور ہندوستان کی آزادی کیلئے راستہ ہموار کرنا بتایا گیا —— اسی زمانے میں تحریکِ ہجرت اور تحریکِ ترکِ گاؤکشی چلی —— ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر

کرنا تھا ـــــــ امام احمد رضا نے ان تحریکوں کے مضمرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ـــــــ "دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے (۱) ـــ اوّل اسکی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو (۲) ـــ دوئم یہ نہ ہو اس کی جلاوطنی کرا کے اپنے پاس نہ رہے (۳) ـــ سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے" ـــــــ

تحریکِ خلافت میں ہندوستان کے بے دست و پا مسلمانوں کو انگریزوں سے لڑا کر ختم کرنے کی کوشش کی گئی ـــــــ تحریکِ ہجرت میں مسلمانوں کو ہندوستان سے جلاوطن کر کے دور رکھنے کی کوشش کی گئی ـــــــ تحریکِ ترکِ موالات میں مسلمانوں کے پاس جو کچھ تھا وہ سب کچھ لٹا کر عاجز اور بے پر بنانے کی کوشش کی گئی ـــــــ دشمنانِ اسلام کے تینوں عزائم ان تحریکوں میں جھلک رہے ہیں ـــــــ امام احمد رضا نے مسلمانوں کے سیاسی استحکام کے لئے اپنا معرکۃ الآراء مقالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۹۲۰ء) پیش کیا اور معاشی استحکام کے لئے رسالہ تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۹۱۲ء) پیش کیا جس میں ہدایت کی (۱) مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں (۲) تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں (۳) ہنگامی حالات میں مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں (۴) علمِ دین کی ترویج و اشاعت کریں ـــــــ

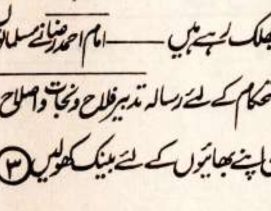
توقیت
بسم اللہ الرحمن الرحیم
تاج توقیت

امام احمد رضا مسلمانوں کیلئے اسلامی تعلیم کو بنیادی اہمیت دیتے تھے تاکہ ہر فرد یہ جان سکے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے ـــــــ ان کے نزدیک تعلیم کا مقصدِ عظیم خدا اور رسول کی پہچان ہونی چاہیئے تاکہ ایک اجتماعی ذہن تعمیر ہو سکے ـــــــ وہ ضروری سمجھتے تھے کہ ابتدائی مرحلے میں طلبہ کے دل میں عظمتِ رسول کا نقش بٹھایا جائے اور نصاب ایسا رکھا جائے کہ دین و دنیا دونوں کیلئے مفید ہو ـــــــ وہ انسان کو مشین بنانے اور معاشرے کو مشینوں کا ایک کارخانہ بنانے کے قائل نہ تھے بلکہ انسان کو انسان بنانے کے قائل تھے ـــــــ ساری خرابیوں کی جڑ انسان کا انسانیت کے درجے سے گر جانا ہے ؎

جہل خرد نے دن یہ دکھلائے
گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے

توقیت

معدن علوم در سنین ہجری، عیسوی و رومی

امام احمد رضا کی نگاہ دوربین دیکھ رہی تھی کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے ـــــ چنانچہ اوائل شعبان ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ہندوستان کو برطانوی حکومت سے نجات ملی تو قاضی شرع اور مفتی شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟ ـــــ فرمایا غور کرونگا ـــــ پھر ایک روز خلاف معمول بیٹھک میں تخت پر تین مخصوص نشستوں کا اہتمام کیا اور خود سامنے تشریف فرما ہوئے ـــــ ارشاد فرمایا ـــــ "ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہوگا، جمہوری بنیادوں پر اس ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئیگا" ـــــ پھر اچانک فرمایا ـــــ "آج پورے ملک ہندوستان کیلئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں" ـــــ اور ساتھ ہی ان کو مخصوص نشست پر بٹھایا ـــــ پھر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اور مفتی محمد برہان الحق جبلپوری کو باری باری قاضی شرع کی مدد کیلئے مفتی شرع نامزد کیا اور انکو اپنی مخصوص نشستوں پر بٹھایا ـــــ

امام احمد رضا کو ہندوستان کی آزادی سے زیادہ اسلام کی آزادی کی فکر تھی ـــــ وہ دین کے بدلے آزادی کا سودا کرنے کیلئے ہرگز تیار نہ تھے ـــــ وہ یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت نہ کرے، خود چین سے رہے اور دوسروں کو چین سے رہنے دے ـــــ مسلمانوں کے ساتھ نفرت و حقارت کا سلوک نہ کرے جس فراخدلی سے مسلمانوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ ان کے ساتھ فراخدلانہ سلوک کیا تھا اس سلوک کو فراموش نہ کرے ـــــ مگر ایسا نہ ہوسکا، مسلمانوں کو عملاً ناپاک و نجس سمجھا گیا ـــــ دارالسلطنت دہلی میں راقم الحروف خود اس حقارت آمیز سلوک سے دوچار ہوا ہے، اس نفرت و حقارت کا اظہار انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد ہی سے شروع ہوگیا تھا چنانچہ ۱۸۶۷ء میں اردو کے خلاف محاذ آرائی کی گئی ـــــ ۱۹۰۰ء میں یوپی میں ملازمت کے لئے ہندی کو لازمی کیا گیا ـــــ ۱۹۰۵ء میں مسلم بنگال اور ہندو بنگال الگ الگ کیا گیا مگر ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کے مفادات کے خلاف اس تقسیم کو ختم کرا دیا گیا ـــــ ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن تحریک چلی، مسلمانوں کو مرتد بنایا گیا ـــــ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کی خود مختار حکومت قائم ہوئی، اس میں مسلمانوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں ـــــ ۱۹۳۹ء میں

گاندھی نے دیا مندر اسکیم چلائی جس سے مسلمانوں کے خلاف ان کے عزائم کا پتہ چلا ـــــ سچ تو یہ ہے کہ تنگ نظر غیر مسلموں کی نفرتوں اور حقارتوں نے تقسیم ملک کی راہ ہموار کی اور مسلمان ایک ایسے ملک کی تلاش میں اٹھ کھڑے ہوئے جہاں وہ اسلامی شریعت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں ـــــ خود چین سے رہیں، دوسروں کو چین سے رہنے دیں اور روز روز کی ذلّت و رسوائی سے نجات پا سکیں ـــــ اس میں ان کا کیا قصور ؟ قصور ہے تو نفرت کرنے والوں کا ہے ـــــ روز روز کے فساد ہندوستان کی علامت بن گئے، پاکستان کو بنے ہوئے ۳۸ سال گذر گئے، یہاں ہندو مسلم شیر و شکر بنکر رہتے ہیں ـــــ ہندو مسلم فساد نام کی یہاں کوئی چیز نہیں ـــــ اسلام اقلیتوں کو جو رعایتیں دیتا ہے وہ آج کی دنیا میں کہیں نصیب نہیں حتّٰی کہ جہاں وہ اقلیّت اکثریت میں ہے وہاں بھی وہ رعایتیں اس کو میسّر نہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ ماضی میں سارے عالم میں لوگ اپنا دین و مذہب چھوڑ کر اسلام کے آغوش میں آئے ہیں ـــــ کیوں نہ آئیں کہ یہاں عزت ملتی ہے، دولت ملتی ہے، مساوات ملتی ہے، عدل ملتا ہے، انصاف ملتا ہے اور اس کے علاوہ بہت کچھ ملتا ہے ـــــ

بہت پہلے عہد اکبری میں جب غیر مسلم اکثریت نے حکومتِ اسلامیہ پر چھا جانے کی کوشش کی اور اسلام کے خلاف محاذ قائم کیا تو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّدِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر سخت جدّ و جہد کی ـــــ یہ وہی نظریہ ہے جو قرآن حکیم نے پیش کیا ـــــ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ـــــ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ـــــ کتنا پیارا اصول ہے، اس پر عمل کیا جاتا تو ہندوستان میں ہندو مسلم دونوں آرام سے رہتے ـــــ ۱۸۶۷ء میں جب اردو زبان کے خلاف محاذ قائم کیا گیا تو سر سیّد احمد خاں نے محسوس کیا کہ دونوں قومیں یکجا نہ رہ سکیں گی ـــــ پھر ۱۹۱۵ء میں چودھری رحمت علی نے بزمِ شبلی (لاہور) کے اجلاس میں اسلامی ریاست کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اور ۱۹۱۷ء میں دہلی کے عبد الجبار خیری اور عبد الستار خیری نے اسٹاک ہوم میں تقسیمِ ہند کی تجویز پیش کی ـــــ ۱۹۲۱ء میں امام احمد رضا نے بھی تقسیمِ ہند کا ذکر کیا ہے مگر اس زمانے میں وہ اس کو

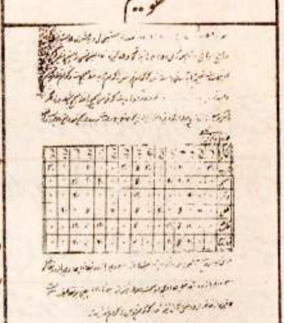

مفر المطالع للتقویم والطالع

ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل کا حل نہیں سمجھتے تھے —— امام احمد رضا کے وصال کے چار برس بعد ۱۹۲۵ء میں مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ پریس سے عبدالقدیر نامی ایک بزرگ کا رسالہ شائع ہوا جس میں پہلی مرتبہ تقسیمِ ہند کی مفصل تجویز پیش کی گئی اور جغرافیائی حدود کی نشاندہی کی گئی ہے اور ساتھ ہی تقسیم کے طریقِ کار کی وضاحت کردی گئی ہے —— یہ تجویز نہایت معقول اور مدلل تھی، اس پر عمل کیا جاتا تو ملک ۱۹۴۷ء کے ملک گیر فسادات کی آگ میں نہ جلتا —— بہر کیف غیر مسلموں کی نفرتیں بڑھتی گئیں اسی کے ساتھ ساتھ تقسیم کی تحریک آگے بڑھتی گئی —— ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر محمد اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیمِ ہند کی تجویز پیش کی پھر کانگریس کی عارضی حکومت کے قیام اور ۱۹۳۹ء میں مسٹر گاندھی کی ودیا مندر اسکیم سے ہندوؤں کے عزائم کھل کر سامنے آگئے تو ۱۹۴۰ء میں لاہور کے ایک عظیم الشان اجلاس میں قراردادِ پاکستان پیش کی گئی جس کی مسلمانانِ ہند کی اکثریت نے تائید کی —— بالآخر ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلانِ آزادی کیا گیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء پاکستان اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء ہندوستان کو آزادی مل گئی —— پاکستان کے مجوزین نے یہ کہا کہ پاکستان قرآن و حدیث اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لئے بنایا جا رہا ہے —— امام احمد رضا ساری عمر یہی جد و جہد فرماتے رہے کہ ملتِ اسلامیہ کو قرآن و حدیث کا پابند بنایا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اور پکا عاشق —— ان کے سامنے ملک کی آزادی سے اہم اسلام کا وقار تھا —— یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد، خلفاء، تلامذہ اور متبعین نے پاکستان کی حمایت کی جبکہ مسلکِ دیوبند کے علماء و عوام من حیث الجماعت کانگریس کے ساتھ رہے (جس کا مقصود و مطلوب ہندوستان کی آزادی تھا اور بس) اور پاکستان سے بھی خوب خوب فائدہ اٹھایا —— دو تین علماء جو ساتھ ہوئے وہ آزادی ملنے سے ایک دو سال قبل —— دوسری طرف امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر اقبال کی تجویز کی تائید کی اور مولانا محمد عبدالحامد بدایونی نے ۱۹۴۰ء میں جس عظیم اجلاس میں قراردادِ پاکستان منظور ہوئی اس میں موجود تھے ——

۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اہلِ سنت و جماعت کے ۲ ہزار علماء و مشائخ شریک

ہوئے، سب نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر پاکستان کی حمایت کی ـــــ ان حضرات میں یہ شخصیات قابلِ ذکر ہیں :

(۱) مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں (۲) علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی (۳) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۴) صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (۵) دیوان سید آلِ رسول علیخاں سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف (۶) پیر عبد الرحمٰن بھرچونڈی شریف (۷) پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری (۸) خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (۹) نور المشائخ فضل عمر ملا شور بازار کابلی (۱۰) امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف (۱۱) ابو الحسنات مولانا سید محمد احمد قادری (۱۲) ابو البرکات مولانا سید احمد الوری (۱۳) برہان الملت مولانا محمد برہان الحق جبلپوری (۱۴) مجاہدِ ملت مولانا محمد عبد الحامد بدایونی (۱۵) مبلغِ اسلام مولانا عبد العلیم میرٹھی (۱۶) علامہ سید احمد سعید کاظمی (۱۷) مولانا آزاد سبحانی (۱۸) شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی (۱۹) سید زین العابدین گیلانی (۲۰) پیر غلام مجدد سرہندی (۲۱) پیر محمد اسحٰق جان سرہندی (۲۲) پیر عبد الستار جان سرہندی (۲۳) پیر محمد ابراہیم جان سرہندی (۲۴) پیر محمد قاسم شوری (۲۵) پیر عبد الرحیم بھرچونڈی شریف وغیرہ وغیرہ ـــــ

کس کس کا نام گنایا جائے اور کہاں تک گنایا جائے ـــــ پاک و ہند، بنگلہ دیش اور کشمیر کے طول و عرض میں بیسیوں صوبوں، سینکڑوں ضلعوں کے ہزاروں لاکھوں علماء و مشائخ اور ان کے کروڑوں پیروکاروں نے تحریکِ پاکستان کی حمایت کی ـــــ دینی طبقے کی طرف سے یہ حمایت نہ ملتی تو پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا ممکن نہ تھا ـــــ کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے "جذبہ" بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور پاک و ہند میں جذبات کی عنان ہمیشہ علماء و مشائخ کے ہاتھ میں رہی ہے یا ان کے ہاتھ میں جنہوں نے علماء و مشائخ سے تعاون حاصل کیا ـــــ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کے پیچھے پوری تاریخ ہے ـــــ امام احمد رضا کے متبعین اور سوادِ اعظم اہلِ سنت نے من حیث الجماعۃ پاکستان کی حمایت کی اور پاکستان کیلئے بھرپور جد و جہد کی مگر ـــــ اس پاکستان کے لئے جہاں اسلامی شریعت نافذ ہو ـــــ جہاں اسلامی اقدار

جفر

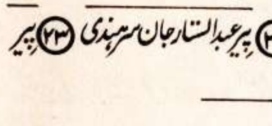

الجفر الجامع

جفر

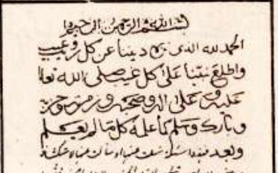

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بین دیننا عن کل ریب

واطلع نبینا علی کل غیب صلی اللہ تعالٰی

علیہ وعلی آلہ وصحبہ ومن حزبہ

وبارک وسلم کما علمہ کل ما لم یعلم

الوسائل الرضویہ للمسائل الجفریہ

کی حفاظت ہو ——— جہاں لوگ اسلامی اخلاق سے مزیّن ہوں ——— جہاں انسان، انسان کا ہمدرد ہو ——— جہاں محبت کی پھوار ہو ——— جہاں خلوص کی بہار ہو ——— جہاں رعیّت پر حکومت کی نظر پدرانہ و مشفقانہ ہو ——— جہاں معیشت فضول خرچیوں سے پاک ہو ——— جہاں حلال و حرام کی تمیز ہو ——— جہاں محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق و جانثار ہوں ——— جہاں افسر شاہی کا کھچاؤ نہ ہو ——— جہاں نوکر شاہی کا تناؤ نہ ہو ——— جہاں رشوت ستانی کا دباؤ نہ ہو ——— جہاں سفارشوں کا بہاؤ نہ ہو ——— جہاں حاکم محکوم سے دُور دُور نہ ہو ——— جہاں حاکموں کی شان فقیرانہ ہو ——— جہاں عدل و انصاف کا بول بالا ہو ——— جہاں اہلِ تقویٰ کی پوچھ ہو ——— جہاں کمالات کی قدر ہو ——— جہاں حکومت کفایت شعار ہو ——— جہاں فیشن پرستی کی دُھوم نہ ہو ——— سادگی ہی سادگی ہو ——— جہاں خود غرضیوں کا جال نہ ہو ——— جہاں ہمدردیاں ہی ہمدردیاں ہوں ——— جہاں مذہب کے نام پر استحصال نہ ہو ——— جہاں علاقائیت کے نام پر باہمی نفرت نہ ہو ——— جہاں علاقائی اور لسانی تفرقے نہ ہوں ——— جہاں بڑا چھوٹے پر مہربان ہو ———

پاکستان کی حمایت کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ سوادِ اعظم اہلِ سنت اور امام احمد رضا کے متّبعین ہندوستان کے خلاف تھے ——— نہیں نہیں ——— خلاف کیوں ہوتے، صدیوں تک انہوں نے اس خطّے پر حکومت کی تھی ——— ان کے سینکڑوں آثار تھے ——— ان کی سینکڑوں نشانیاں تھیں ——— امام احمد رضا نے اپنے پیروکاروں کو بغاوت و سرکشی اور منافقت کا سبق نہیں سکھایا ——— انہوں نے یہی سکھایا کہ محبت کا جواب محبت سے دیا جائے ——— پاکستان میں متحدہ ہندوستان کے حامیوں نے مسائل پیدا کئے اور برابر پیدا کر رہے ہیں مگر ہندوستان گواہ ہے کہ پاکستان کے حامی اہلِ سنّت نے ہندوستان میں کوئی

سیاسی مسئلہ پیدا نہیں کیا ——— وہ ایک تحریک تھی، ختم ہو گئی ——— وہ ایک دور تھا، ختم ہو گیا ——— اب تو اپنا اپنے گھر کو بنانا ہے

◎

امام احمد رضا کا کہنا تھا کہ یہود، نصاریٰ، ہنود، آتش پرست غرض ہر غیر مسلم اپنے مفادات پر نظر رکھتا ہے اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں، اسکی دوستی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئیے بلکہ ع اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے ——— اِس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے پسِ پردہ سازشیں کی گئیں جو جنگ سے زیادہ مہلک اور خطرناک تھیں ——— اسی لئے قرآنِ حکیم میں "فتنہ" کو "قتل" سے زیادہ سنگین بتایا گیا ہے ——— مسلمان اِن سازشوں سے بے خبر تھے ——— جاسوسوں کی کھیپ کی کھیپ تیار کر کے بھیجی جا رہی تھی ——— جو گھُن کی طرح ہمیں کھا رہی تھی ——— جو دیمک کی طرح ہمیں چاٹ رہی تھی ——— مگر ہم کو خبر نہ تھی ——— اور اب تو وہ زمانہ بھی بیت گیا ——— اب بھیجے نہیں جاتے، یہیں تیار کئے جاتے ہیں اور پھر یہیں کھپائے جاتے ہیں، کہلاتے ہمارے ہیں مگر کام ان کا کرتے ہیں ———

یہ سازشیں اٹھارہویں صدی کے آغاز سے شروع ہو چکی تھیں بلکہ اس سے بھی قبل ——— برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی نے جزیرۂ عرب میں ۱۷۱۰ء میں ایک جاسوس متعین کیا جس کو عالمِ اسلام کو تباہ کرنے کے وہ گر بتائے گئے جس سے تباہی یقینی ہو جائے، اس جاسوس کی ذاتی ڈائری سے (جو جنگِ عظیم میں جرمنوں کے ہاتھ لگی) مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے ان کی قوت توڑنے اور ان کی شوکت کو ختم کرنے کے لئے وزارتِ نوآبادیات کی طرف سے جو ہدایات جاری کی گئیں وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں ——— غور سے پڑھئے ——— پھر اسکی روشنی میں ماضی قریب و بعید پر نظر ڈالئے ——— حال کو دیکھئے اور مستقبل میں محتاط و ہوشیار رہئے ——— یہ ہدایات ملاحظہ ہوں :———

(۱) قرآن کی عزت و حرمت کو دل سے نکالا جائے (۲) مسلمان بچوں کو دینی مدارس میں جانے

جفر و مقابلہ
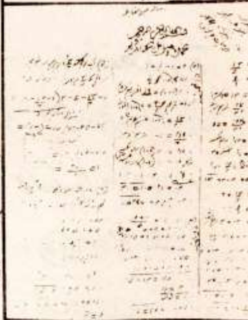
رسالہ جفر و مقابلہ

سے روکا جائے (۳) علماءِ حق کو تہمت طرازیوں اور الزام تراشیوں سے بدنام کیا جائے (۴) شہروں اور دیہاتوں میں دہشت گردوں کو اسلحہ فراہم کیا جائے اور غنڈوں اور ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی کی جائے (۵) مسلم حکمرانوں کے مزاج کو بدلا جائے ان کو شراب نوشی اور عیاشی کا عادی بنایا جائے (۶) ایسے افکار و نظریات کی تشہیر کی جائے جو قومی، قبائلی اور نسلی تعصبات کو ہوا دیں اور ماقبل اسلام کی زبان و ثقافت اور تاریخی شخصیات کی طرف شدت سے مائل ہو جائیں (۷) اسلامی احکام سے روگردانی کی ترغیب دی جائے، حرام لین دین کو عام کیا جائے (۸) سود کے جواز کے لئے قرآن سے شہادتیں تلاش کی جائیں (۹) علماءِ کرام اور عوام کے درمیان خلیج پیدا کی جائے (۱۰) مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ دین سے مراد صرف اسلام ہی نہیں بلکہ یہودیت اور نصرانیت بھی دین کے عمومی معنیٰ میں شامل ہے (۱۱) مسلمانوں کے گھرانوں تک رسائی حاصل کر کے ان کے خاندانوں کو اس طرح بگاڑا جائے کہ بزرگوں کی نصیحتیں بے اثر ہو جائیں اور وہ آمرانہ تہذیب و تمدن کا شکار ہو جائیں (۱۲) پردہ کے خلاف بھرپور جدوجہد کی جائے کہ عورتیں خود پردہ چھوڑ کر باہر آجائیں (۱۳) بزرگانِ دین کے مزاروں سے برگشتہ کیا جائے اور مزارات کی زیارت کو خلافِ شرع ثابت کیا جائے (۱۴) آزاد خیالی کو ہوا دی جائے تاکہ ہر مسلمان آزادانہ سوچے (۱۵) مسلمانوں کی نسل کو کنٹرول کیا جائے اور ایسا قانون بنایا جائے کہ ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہ ہو (۱۶) نئے قوانین وضع کر کے شادی کے مسئلہ کو دشوار بنایا جائے (۱۷) مسلمانوں کے درمیان کسی بھی نوعیت کا اختلاف ہو اس کو ہوا دی جائے اور تفرقہ پیدا کیا جائے (۱۸) مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی نہیں بلکہ علاقائی اور قبائلی بیداری کے لئے سعی فرمائی (۱۹) اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے کے لئے بڑی طاقتیں

سے اشتراکِ عمل کیا جائے (۲۰) ماقبل اسلام کے آثار کو زندہ کیا جائے تاکہ مسلمان اسلام سے دور ہوتے جائیں (۲۱) اسلامی ممالک کے اہم شہروں کو غیر مسلم اقوام کے حوالہ کیا جائے (۲۲) زنا، لواطت، شراب نوشی اور جوئے کو مسلمانوں میں پھیلایا جائے (۲۳) اہم اور شاہی عہدوں پر زرخرید لوگوں کا تقرر کیا جائے (۲۴) مسلم ممالک میں عربی زبان اور ثقافت کی راہیں مسدود کی جائیں اور ان کی جگہ قومی اور علاقائی زبانوں پر زور دیا جائے (۲۵) اسلامی ممالک کے سرکاری دفاتر کے لئے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو حکومت کے رازوں تک رسائی حاصل کر سکیں اور ان پر اثر انداز ہو کر غلط اور گمراہ کن مشوروں پر عمل کرا سکیں (۲۶) مسلمان طلبہ و طالبات میں مذہب سے بیزاری پیدا کی جائے —— مشنری اسکولوں، کلبوں، جوانوں کی مختلف انجمنوں کے ذریعے اس کام کی تکمیل کی جائے (۲۷) ایسے اشخاص تیار کئے جائیں جو نئے مسلک و مذہب کا پرچار کریں، اس سے انکار کرنے والے کی تکفیر کریں، اس کی عزت و آبرو کو لوٹیں، اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو غلاموں کی طرح فروخت کریں اور اس کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں (۲۸) مسلمانوں کے مقابر اور زیارت گاہوں کو شرک و بت پرستی کے بہانے تاراج کیا جائے —— وغیرہ وغیرہ

یہ ہدایات اٹھارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں جاری کی گئی تھیں ——

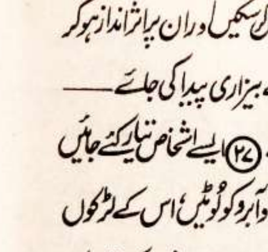

خوب غور کریں اور دیکھیں کہ گذشتہ تین صدیوں میں ان ہدایات پر کہاں تک عمل ہو سکا اور کس کس نے عمل کیا اور ہم کس طرح شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمن کا آلۂ کار بنتے رہے ہیں —— کیا وہ ہمارے محسن ہیں جنہوں نے ان راہوں پر ہم کو لگایا جس کو ہمارے دشمنوں نے متعین کیا تھا یا وہ جنہوں نے ان راہوں سے ہم کو دور کیا اور قدم قدم پر ہم کو تنبیہ کرتے رہے —— ہوشیار و خبردار کرتے رہے ——

ماحول کیا ہے؟ ایک ویران جنگل ہے، بدلی چھائی ہوئی ہے، رات اندھیری ہے ـــ چاروں طرف چور ہی چور ہیں ـــ سامان پر نظر ہے ـــ سونے والے سو رہے ہیں ـــ امام احمد رضا جگا رہے ہیں، سونیوالے نہیں اٹھتے ـــ جھنجھلاتے ہیں لڑتے ہیں اور سو جاتے ہیں ـــ وہ جگانے والا کبھی ماحول کی تاریکیوں کو دیکھتا ہے کبھی چوروں کو، کبھی بے خبر سونے والوں کو ـــ اس کو متاعِ کارواں کا غم کھائے جاتا ہے ـــ کہیں لٹ نہ جائے ـــ پھر وہ بے چین ہو کر ماہتابِ عرب و عجم کو پکارتا ہے اور دل پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے ـــ سنیے سنیے وہ کیا کہہ رہا ہے ؎

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے ۔۔۔ سونے والو! جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں ۔۔۔ تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
آنکھیں ملنا، جھنجھلا پڑنا، لاکھوں جمائی انگڑائی ۔۔۔ نام پہ اٹھنے کے لڑتا ہے، اٹھنا بھی کچھ گالی ہے؟
تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو ۔۔۔ دیکھو مجھ بے کس پر سب نے کیسی آفت ڈالی ہے

امام احمد رضا کے زمانے (۱۸۵۶ھ/۱۹۲۱ء) میں مختلف مذہبی تحریکوں نے سر اٹھایا ـــ ہر انقلاب اپنے ساتھ حرکت لاتا ہے آزادی کے بعد حرکتِ عروجی ہوتی ہے اور غلامی کے بعد حرکتِ نزولی ـــ امام احمد رضا کی ولادت سے قبل تحریکِ ابن عبدالوہاب نجدی اور تحریکِ بالاکوٹ چل چکی تھیں ـــ ۱۷۴۵ء میں محمد بن سعود کے تعاون سے ابن عبدالوہاب نے اپنی تحریک کا آغاز کیا، صلحاءِ امت کے مقابر کو ڈھایا، صحیح العقیدہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا کیونکہ وہ ابنِ عبدالوہاب کے خیال میں مشرک و بت پرست تھے ـــ تحریکِ بالاکوٹ (۱۸۲۶ء ـ ۱۸۳۱ء) کے قائدین مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی تھے ـــ ان حضرات نے ابن عبدالوہاب کی روش پر چل کر صوبہ سرحد

(پاکستان) میں انہی عقائد و افکار کا پرچار کیا اور بغاوت کے الزام میں خوش عقیدہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا ـــــ امام احمد رضا کے زمانے میں جمال الدین افغانی کی تحریکِ اتحادِ اسلامی بھی چلی ـــــ پھر ۱۸۸۲ء میں احمدی تحریک کا آغاز ہوا، اہلِ قرآن کی تحریک چلی ـــــ ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء میں مدرسہ دیوبند قائم ہوا، پھر علیگڑھ تحریک چلی، اس کے بعد ندوۃ العلماء کی تحریک چلی ـــــ امام احمد رضا کے وصال کے بعد مولانا محمد الیاس، مولانا مودودی اور غلام احمد پرویز کی تحریکیں چلیں ـــــ یہ ساری تحریکیں دورِ انحطاط کی یادگار ہیں ـــــ امام احمد رضا کے افکار و عقائد کا تعلق دورِ آزادی سے تھا، وہ عقائد و افکار جن کو پکتے پکتے صدیاں بیت چکی تھیں ـــــ امام احمد رضا کے استقامتِ فکر کی یہ شان ہے کہ وہ کسی تحریک سے متأثر نہ ہوئے ـــــ ہر آندھی ان کے نشیمنِ فکر سے ایسی گذر گئی جیسے ہوا کا ایک معمولی جھونکا ـــــ یہ ایک قابلِ توجہ اور حیرت انگیز بات ہے ـــــ دورِ غلامی میں پیدا ہونے والے تمام مسلم فرقے اسی ایک سوادِ اعظم سے ٹوٹے جس کے علمبردار امام احمد رضا تھے ـــــ

◎

امام احمد رضا نے زندگی کے ہر شعبے میں ہم کو پیغام دیا ہے ـــــ مذہبیات، درسیات، سیاسیات، معاشیات، معقولات، عمرانیات وغیرہ وغیرہ ـــــ ان کے پیغامات پر عمل کر کے ہم بہت کچھ پا سکتے ہیں ـــــ آئیے ان کی ہدایات کو گوشِ دل سے سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ دین و دنیا میں فلاح پا سکیں ـــــ

لوغارثمات

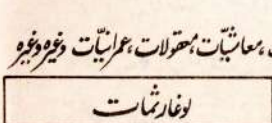

حاشیہ رسالہ در علمِ لوگارثم

(۱) عقیدۂ توحید پر سختی سے کاربند رہیے مگر ابلیس کی طرح اللہ کے محبوبوں سے منہ نہ موڑیے کہ راندۂ درگاہِ الٰہی ہوں (۲) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کیجئے اور آپ سے ایسی والہانہ اور سرفروشانہ محبت رکھیے جو مطلوب و مقصودِ قرآن ہے ہمارے دردوں کا مداوا اور دکھوں کا علاج ہے (۳) دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہرگز ہرگز اجرت نہ لیجئے، کوئی نذر پیش کرے قبول کر لیجئے کہ سنت ہے (۴) مدارسِ عربیہ دینیہ کو مستحکم کیجئے کہ یہ مراکزِ اسلامی تعلیمات و تہذیب کے گہوارے

مناظر

رؤیۃ الہلال

ہیں (۵) نصابِ تعلیم کی اساسی غرض و غایت خدا اور رسول کی معرفت ہو تاکہ پڑھنے والے انسان بنیں، بچوں کے دل میں بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کی محبت کا نقش جمائیے (۶) غیر مفید علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے تاکہ افراد کی توانائیاں اور اموال ضائع نہ ہوں (۷) جو لوگ مسلمانوں کے ظاہر و باطن میں دشمن اور بدخواہ ہیں ان سے کسی قسم کی دوستی نہ رکھیے، نہ ان سے تجارت کیجیے، نہ سیاسی معاہدات (۸) جو لوگ ظاہر میں مسلمانوں کے بدخواہ نہیں ان سے تجارت اور معاملات میں حرج نہیں البتہ سیاسی معاہدات اس صورت میں کیجیے جبکہ حال و مستقبل میں کسی ضرر و نقصان کا مطلق اندیشہ نہ ہو (۹) خام مال ملک سے باہر نہ بھیجیے بلکہ ملک کے اندر صنعتیں لگا کر اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیے (۱۰) تجارت میں کم سے کم نفع رکھیے (۱۱) فضول خرچیوں اور سودی قرضوں سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہیے کہ یہ عادت معیشت کو تباہ کر دیتی ہے اور افرادِ ملت میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہونے دیتی (۱۲) دورِ جدید کی تحقیقاتِ علمیہ سے ہرگز مرعوب نہ ہوں بلکہ حقائقِ قرآنیہ کی روشنی میں خود سائنسدانوں کو راہ دکھائیں کہ قرآن کا فرمان خالق کا فرمان ہے اور سائنس کی دریافت مخلوق کی دریافت ہے (۱۳) اخوت، صداقت، دیانت کو اپنا شعار بنائیے (۱۴) اپنے بھائیوں کی غلطیوں سے درگذر کیجیے اور اپنے نفس کی خاطر ذرا ذرا سی بات پر گرفت کر کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کیجیے ـــــ اتحاد رحمت ہے (۱۵) انگریزی تہذیب و تمدن سے دور رہیے اور اپنی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھائیے افرادِ ملت میں خود اعتمادی اور عزتِ نفس پیدا کیجیے (۱۶) شریعت و طریقت جدا جدا نہیں، طریقت کو عینِ شریعت سمجھیے ـــــ

امام احمد رضا نے انسان بنائے کہ ان کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی انسان بنائے تھے ـــــ زندگی کے ہر شعبے میں انسان ہی کی جلوہ گری ہے ـــــ انسان انسان نہ رہا تو یہ ایک عظیم المیہ ہوگا، آج کی دنیا کا المیہ یہی ہے ع ـــــ آدمی کو بھی میسّر نہیں انسان ہونا ـــــ امام احمد رضا انسان گر تھے بلکہ انھوں نے تو انسان گروں کو بنایا ـــــ ان کی اولاد ان کے خلفاء اور ان کے تلامذہ سب انسان گر تھے ـــــ بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء) علوم معقولہ و منقولہ کے فاضل اور عربی نظم و نثر میں کامل تھے، صاحبِ تصنیف و تحقیق اور صاحبِ اخلاص و تقویٰ ـــــ چھوٹے صاحبزادے مفتیٔ اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) بھی اسی شان کے بزرگ تھے اور فتوےٰ نویسی میں کامل و اکمل ـــــ ان کا حلقۂ ارشاد بہت ہی وسیع تھا، عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ ان کے جلوسِ جنازے میں ۲۰ لاکھ افراد شریک تھے اور کیفیت یہ معلوم ہوتی تھی کہ سارا شہر میزبان ہے اور سارا عالم مہمان ـــــ دورِ جدید میں اتنا عظیم اجتماع پاک و ہند کی تاریخ میں نظر نہیں آتا ـــــ اس سے خانوادۂ امام احمد رضا کی ہمہ گیر مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے

صاحبزادگان کے علاوہ عرب و عجم میں امام احمد رضا کے ایک سو سے زیادہ خلفاء تھے، ان کے بعض تلامذہ و خلفاء تو ایسے صاحبِ علم و فضل ہیں کہ

معاشیات

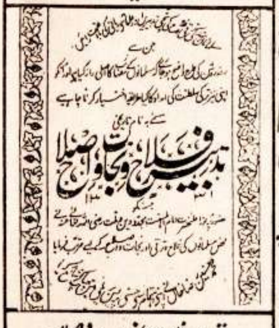

تدبیر فلاح ونجات واصلاح

ان پر کسی بھی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا جاسکتا ہے مثلاً صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، برہان الملّۃ مولانا محمد برہان الحق جبلپوری، مبلّغ اسلام مولانا محمد عبد العلیم میرٹھی، ظفر الملّۃ علامہ محمد ظفر الدین بہاری، سحبان الہند علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، عید الاسلام مولانا عبد السلام جبلپوری، محدّثِ اعظم علامہ سید محمد محدّث کچھوچھوی، مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری، ابوالبرکات مولانا سید احمد الوری وغیرہ وغیرہ ـــــ پھر خلفاء و تلامذہ کے تلامذہ و خلفاء بھی اس شان کے ہیں جن پر تحقیقی کام ہوسکتا ہے ـــــ

صاحبزادگان، خلفاء و تلامذہ کے علاوہ امام احمد رضا نے ایک عظیم علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جس میں

سیاسیات

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

[illegible] اعلیٰحضرت جناب محمد احمد رضا خاں [illegible]

مکتبہ حامدیہ — گنج بخش روڈ — لاہور

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

تصانیف بھی ہیں، شروح وحواشی بھی، تعلیقات وتراجم بھی، مکتوبات ومواعظ بھی، مقالات ومضامین بھی، منظومات وقصائد بھی ——— صرف تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے جو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں اور ۵۵ علوم وفنون پر پھیلی ہوئی ہیں ——— امام احمد رضا ایک جہانِ علم تھے ——— ملک وبیرونِ ملک ان پر کام ہو رہا ہے ——— مرکزی مجلسِ رضا لاہور گذشتہ بیس برس سے امام احمد رضا پر تحقیقی لٹریچر چھپوا کر ملک کے طول وعرض میں مفت تقسیم کر رہی ہے ——— دوسرے ادارے بھی سرگرمِ عمل ہیں مثلاً مجلسِ رضا، مانچسٹر (انگلینڈ)، مجلسِ رضا، کراچی، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی، ادارۂ تصنیفاتِ امام احمد رضا، کراچی۔ ان دونوں اداروں نے نہایت ہی سرعت کے ساتھ نہایت ہی اہم لٹریچر شائع کیا ہے ——— رضا اکیڈمی بمبئی (بھارت)، رضا اکیڈمی چاٹگام (بنگلہ دیش)، رضا اکیڈمی رام پور، ادارۂ تصنیفاتِ رضا بریلی، المجمع الاسلامی مبارکپور (بھارت) یہ ادارہ کئی سال سے امام احمد رضا پر مسلسل لٹریچر شائع کر رہا ہے اور علمی دنیا میں اہم کردار کر رہا ہے ——— ان اداروں کے علاوہ اور بہت سے ادارے اور ناشرین ہیں جو امام احمد رضا سے متعلق مطبوعات شائع کر رہے ہیں، ان میں سرِ فہرست یہ ہیں: رضا پبلی کیشنز، لاہور۔ مکتبہ قادریہ، لاہور۔ نوری بکڈپو، لاہور۔ مکتبہ رضویہ، کراچی۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔ مکتبہ استقامت، کانپور۔ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ۔ مکتبہ حامدیہ، لاہور۔ مکتبہ نبویہ، لاہور ———

نشر واشاعت کے کام کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اب اس کا سلسلہ برِّ اعظم ایشیا سے نکل کر برِّ اعظم یورپ، برِّ اعظم امریکہ اور برِّ اعظم افریقہ تک جا پہنچا ہے ——— پاک وہند میں پٹنہ یونیورسٹی، جبلپور یونیورسٹی، علیگڑھ یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی، سندھ یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی وغیرہ میں کام ہوا ہے اور کچھ کام ہو رہا ہے۔ افریقہ میں ڈربن یونیورسٹی، یورپ میں نیوکاسل یونیورسٹی، لندن یونیورسٹی، لیڈن یونیورسٹی میں کام ہوا ہے ——— امریکہ میں برکلے یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی، انسٹیٹیوٹ آف انڈین اسٹڈیز، شکاگو میں بھی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ———

امام احمد رضا کی علمی شخصیت دنیا کے اہلِ علم کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہے ——— عالم یہ ہے ؏ ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلی ———

پاک و ہند کی جامعات کے ارباب حل و عقد اور اہل دانش و حکمت اپنی اپنی دانش گاہوں میں امام احمد رضا پر کام کرائیں، ان کے علمی ذخیرے کے عکس اپنے پاس محفوظ کریں، وہ ایک جامع العلوم شخصیت کے مالک اور عبقری تھے ان کی علمی شخصیت پاک و ہند کے لئے باعث فخر ہے اور دنیا کے سامنے فخر سے پیش کی جاسکتی ہے ــــــ

◎

اس وقت جوانان ملت سخت اضطراب کے عالم میں ہیں ــــ ہر فرقہ اسلام کی بات کر رہا ہے ــــ جائیں تو کہاں جائیں ــــ ملیں تو کس سے ملیں ــــ چلیں تو کدھر چلیں ــــ بعض کہتے ہیں کہ کسی کے پیچھے نہ چلیں بس اسلام کے پیچھے چلیں ــــ مگر جب ہم فکر و عمل کی دنیا میں آئیں گے تو کسی نہ کسی کے پیچھے چلنا پڑیگا ــــ اس کے بغیر آگے چلنا ممکن نہیں ــــ ہم میں سے ہر شخص عالم و محقق نہیں جو اپنا راستہ خود متعین کرے ــــ بہتر یہ ہوگا ہم یہ دیکھیں ؛ (۱) کس جماعت نے ۱۸۵۷ء سے قبل دور انتشار اور ۱۸۵۷ء کے بعد دور غلامی میں سر اٹھایا اور نئے فکر کی بنیاد رکھی؟ (۲) کس جماعت کا فکری تعلق دور آزادی سے ہے اور وہ وہی بات کہہ رہی ہے جو صدیوں سے کہی جارہی ہے؟ (۳) کس جماعت کے عقائد صدیوں تک جمہور کے عقائد رہے (۴) کس جماعت کے عقائد و افکار ترغیبات و ترہیبات اور جبر و استبداد کے ذریعے پھیلائے گئے؟ (۵)

سیاسیات

خلافت شرعیہ کے لئے قرشی ہونا شرط ہے

دوام العیش

فی الائمۃ من قریش

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

مترجم: پروفیسر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

مکتبہ رضویہ ــــ لاہور

دوام العیش فی الائمۃ من قریش

اسلام کی تمام علمبردار جماعتوں کے اکابر کا سلسلۂ فکر و نظر ماضی میں کن حضرات سے ملتا ہے اور ان کے عقائد و افکار کیا تھے؟

حضرت مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہم الرحمہ

اکابر ملت کو پاک و ہند کے ہر گوشے میں مانا اور تسلیم کیا جاتا ہے ــــ ان حضرات نے جن عقائد و افکار کی تصدیق و توثیق کی وہی عقائد و افکار صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور ہر نئی جماعت کا تعلق انہی عقائد سے رہا ہے ــــ یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے جو نوجوان طبقے کو نہیں معلوم ــــ امام احمد رضا نے یہی بتایا کہ مسلمان صدیوں تک کس راہ پر چلتے رہے ــــ انہوں نے اپنے قلم سے ان راہوں کو روشن کیا ــــ اب ہر جماعت یہ سمجھتی ہے کہ اسکی تعبیرات و تشریحات صحیح ہیں ــــ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ ہزاروں لاکھوں

عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی ــــــ کہ صلحاءِ امّت نے اسلام کی جو تعبیرات و تشریحات پیش کیں وہ غلط ہوں ــــــ وہی صحیح ہے جو صدیوں تک صحیح سمجھا گیا اور جسے عالمِ اسلام نے قبول کیا ــــــ اب وہ سب کچھ اس عالمی جماعت کے پاس ہے جس کو سوادِ اعظم کہا جاتا ہے ــــــ جس کے اہم مراکز حرمین شریفین رہے، بصرہ و بغداد رہے، سمرقند و بخارا اور شیراز رہے، قسطنطنیہ و قرطبہ اور قاہرہ رہے، منصور آباد و ٹھٹھہ رہے، لاہور و قصور اور سیالکوٹ رہے ــــــ سرہند و اجمیر اور دہلی رہے ــــــ بریلی و بدایوں رہے ــــــ تونسہ شریف و سیال شریف و گولڑہ شریف رہے ــــــ پاکپتن شریف و مہار شریف رہے ــــــ علی پور شریف و شرقپور شریف رہے ــــــ مارہرہ شریف و کچھوچھہ شریف اور فرنگی محل رہے ــــــ خیرآباد و پیلی بھیت رہے ــــــ ایک مرکز ہو تو نام بتایا جائے ــــــ بیسیوں مراکز عالمِ اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں ــــــ ہاں یہی وہ سوادِ اعظم ہے جس نے ملّتِ اسلامیہ کو ایک عظیم علمی ذخیرہ دیا ــــــ جس نے ہزاروں نہیں لاکھوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں ــــــ امام احمد رضا اسی عالمی جماعت کے قائد و رہبر تھے جو اللہ کی وحدانیت اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و خاتمیت پر یقین رکھتی ہے ــــــ جس کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ و جانثارانہ محبت ہے ــــــ جس کو اہلِ بیت سے محبّت ہے، ازواجِ مطہرات سے محبّت ہے، صحابہ سے محبت ہے، تابعین و تبع تابعین سے محبّت ہے، ائمہ اربعہ سے محبّت ہے، سلاسلِ اربعہ سے محبت ہے، محدثین و فقہاء سے محبّت ہے، اولیاءِ امّت سے محبّت ہے، صلحاءِ امّت سے محبّت ہے اور ہر عاشقِ رسول سے محبّت ہے ــــــ یہ جماعت صرف محبّت کی بات کرتی ہے اور محبّت نہ کرنیوالوں سے نفرت کرتی ہے ــــــ جو ساری امّت کو محبّتِ رسول کے نکتے پر جمع کرتی ہے ــــــ بیشک یہ جماعت عالمی جماعت ہے ــــــ اسی کو سوادِ اعظم اہلِ سنّت کہا جاتا ہے ــــــ امام احمد رضا اس عالمی جماعت کے رہبر و رہنما تھے اور رہبر و رہنما ہیں۔

راقم سولہ برس سے امام احمد رضا کا مطالعہ کر رہا ہے ــــــ اتنی مدت ایک انسان کو سمجھنے کے لئے کم نہیں ــــــ راقم نے محسوس کیا

کہ امام احمد رضا کا ظاہر و باطن ایک ہے ـــــ ان کے دل، ان کے دماغ، ان کی زبان، ان کے اقوال، ان کے اعمال میں ایسی یکرنگی ہے جو انیسویں بیسویں صدی میں پیدا ہونے والی کسی مذہبی جماعت کے قائد و رہنما میں نہیں ـــــ امام احمد رضا کی نظر ماضی پر بھی ہے ـــــ حال پر بھی اور مستقبل پر بھی ـــــ ایسا عظیم مدبر و مفکر ماضی قریب میں نظر نہیں آتا ـــــ ان کے دل میں عشقِ مصطفےٰ کی آگ سلگ رہی تھی، دہک رہی تھی ـــــ ایسا جلتا ہوا پھکتا ہوا سینہ کسی کا نہ تھا ـــــ

اس وقت عالمِ اسلام کا عجب حال ہے ـــــ دلوں میں فساد، ذہنوں میں فساد، گھروں میں فساد، مدرسوں میں فساد، مسجدوں میں فساد، صحراؤں میں فساد، کہساروں میں فساد، دریاؤں میں فساد، شہروں میں فساد، بازاروں میں فساد، گلی کوچوں میں فساد، جدھر دیکھئے فساد ہی فساد ہے ـــــ اِن ناساز گار حالات میں امام احمد رضا کی قیادت و رہنمائی ہماری کایا پلٹ سکتی ہے خصوصاً برِصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کی ـــــ بیشک وہ ہمارے قائد و رہنما ہیں ـــــ وہ ہر اس شخص کے قائد و رہنما ہیں جو اسلام کا سچا درد رکھتا ہو، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھتا ہو ـــــ امام احمد رضا کی شخصیت پہلودار ہے، ایسی پہلودار شخصیت انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں نظر نہیں آتی ـــــ وہ مفسرین کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ محدثین کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ فقہاء کے بھی قائد ہیں ـــــ وہ علماء کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ سیاستدانوں کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ معاشیین کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ محققین کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ ادیبوں کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ شعراء کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ مزدوروں کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ غریبوں کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ ان کی قیادت ہمہ گیر اور عالمگیر ہے ـــــ ان کی شخصیت ہر شعبۂ زندگی پر چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی اور ہر مسلکِ فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں دانشوروں نے امام احمد رضا کی عظمت کو تسلیم کیا ہے ـــــ

امام احمد رضا نے اس وقت اتحاد کی بات کی جب ملّت کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا ـــــ افرادِ ملت ٹوٹ

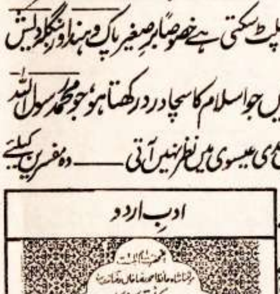

ٹوٹ کر ادھر اُدھر جا رہے تھے ——— عجب انتشار کا عالم تھا اتحاد کی بات کرنے والا مجرم تھا اور افتراق کی بات کرنے والا محسن ——— وہ دَور گذر گیا ——— کھرا اور کھوٹا سامنے آگیا ——— اب اتحاد کی بات ہونی چاہیے ——— اب متاعِ کارواں کی بات ہونی چاہیے ——— مدارسِ عربیہ کے مہتمم حضرات، واعظین اور مشائخ طریقت بھی اپنی ذمہ داریاں پوری فرمائیں، اپنے لئے اور اپنے مدرسوں اور خانقاہوں کے لئے کام کرتے ہیں مگر ان دائروں سے نکل کر بھی دیکھیں، جو حضرات اور ادارے اہلِ سنت کا لٹریچر شائع کر رہے ہوں ان سے بھرپور تعاون کریں، ان کے خلوص و خدمت کی قدر کریں، انکی مطبوعات کو اپنے حلقۂ اثر میں پھیلائیں اور مطالعہ کی ترغیب دیں ——— اجتماعی مزاج پیدا کریں ——— اجتماعی سوچ پیدا کریں ——— انفرادیت کو چھوڑیں، اجتماعیت کے لئے کلم کریں ——— ہر عاشقِ رسول کو اپنا بھائی تصور کریں ——— عشقِ رسول کو تعلقات کی اساس بنائیں ——— جو عشقِ رسول کی بات کرے اسے گلے لگائیں ——— جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نچھاور کرنے کیلئے تیار ہو اُسے دل میں جگہ دیں ——— جو ناموسِ مصطفےٰ پر اپنی عزت و آبرو مٹانے کیلئے تیار ہو اُس کو آنکھوں پر بٹھائیں ——— علاقائیت کلعصبیت ہماری صفوں میں داخل ہو رہا ہے عشق کی قوت سے اِس کو نیست و نابود کر دیں اور ایسے مل جل کر رہیں کہ عہدِ نبوی کی یاد تازہ ہو جائے ——— ہاں بازارِ طائف میں اِس جسمِ نازنیں سے لہو کی ٹپکتی بوندوں کا واسطہ ——— جعفرِ طیار کے پیکرِ گلگوں کے ٹکڑوں کا واسطہ ——— شعبِ ابی طالب کے بھوک سے نڈھال جسموں کا واسطہ ——— عالمِ اسلام کے شہیدوں کی تڑپتی لاشوں اور بلکتے مظلوموں کی تھرتھراتی آہوں کا واسطہ ——— اپنے اندر اتحاد پیدا کیجئے ——— اتفاق پیدا کیجئے ——— آپ کے اسلاف جن راہوں پر چلے تھے انہی راہوں پر چلیے ——— روٹھے ہوؤں کو منا لیجے ——— اپنے ایذا بھی دیں تو صبر کیجئے ——— ظلم بھی کریں تو برداشت کیجئے ——— امام احمد رضا کا یہی فرمان ہے ——— ان کی بدخواہی نہ کیجئے خیر خواہی میں جان دے دیجئے ———

کالی کملی والے آقا کے غلامو! ——— تم کب تک سوتے رہو گے، جاگ جاؤ اور دوسروں کو جگاؤ ——— تم رحمت کی برکھا ہو ——— سارے عالم پر چھا جاؤ ——— سارے عالم پر برس جاؤ ——— دیکھو دیکھو ——— دنیا کے سربراہانِ مملکت کو دیکھو ——— ان میں کیسے کیسے لوگ ہیں جو حکومت کر رہے ہیں ——— تم تو محمدِ مصطفےٰ کے غلام ہو ——— تم سارے عالم کے آقا ہو کہ محمدِ مصطفےٰ کو سارے عالم کے لئے بھیجا گیا ہے ——— تم عالم کی شیرازہ بندی کے لئے آئے ہو، ہاں ع ———

لب کشا ہو جا سرودِ بربطِ عالم ہے تو

حقوق بحق ناشر محفوظ

ادب فارسی

قصیدۂ چراغ انس

حضور مفتیٔ اعظم کے صد سالہ جشنِ یومِ ولادت پر منصوبے

تاجدارِ اہلِ سنت سیدنا حضور مفتیٔ اعظم حضرت علاّمہ الشاہ **محمد مصطفیٰ رضا نوری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ مبارک ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ ہجری کو ہوئی۔ سنہ ۱۴۱۰ ہجری کو سو سال ہو جائینگے رضا اکیڈمی ممبئی نے ایک پروگرام بنایا ہے جس کو احبابِ اہلِ سنت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ملک بھر میں اس پروگرام پر عمل ہو سکے۔

○ مفتیٔ اعظم کانفرنس کا ہر صوبے میں انعقاد ○ حضور مفتیٔ اعظم کی تمام کتابوں کی ہر زبان میں اشاعت ○ حضور مفتیٔ اعظم کے متعلق اور ان کے والد ماجد سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کے متعلق یا پھر تصانیف اعلیٰ حضرت سے کم از کم سو مختلف عنوانات پر کتابیں شائع کیجائیں ○ مفتیٔ اعظم کے نام پر مساجد، دار العلوم کتب خانے، ادارے، اسکول ٹیکنیکل اسکول، پریس، اسپتال، مسافر خانے، دواخانے، بینک سبیل، لائبریری، ٹیپ لائبریری وغیرہ قائم کیے جائیں۔ ○ ذی الحجہ کے مہینے میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کا نام محمد مصطفےٰ رضا نوری رکھا جائے ○ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جہاں حضور مفتیٔ اعظم اور ان کے والد مکرم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کی جملہ تصانیف مہیا کر کے ملک کے مختلف مقامات پر نمائش کرائے ○ ہر سنی ماہنامے، ہفتہ وار، روزنامے کی ذمہ داری ہے کہ وہ سنہ ۱۴۱۰ ہجری کے کسی مہینے میں مفتیٔ اعظم نمبر شائع کریں۔ ○ بریلی شریف میں نوری گیسٹ ہاؤس قائم کیا جائے ○ انڈیا گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ حضور مفتی اعظم پر ڈاک ٹکٹ جاری کرے۔ ○ حضور مفتیٔ اعظم کی ایک عظیم سوانح حیات مرتب کی جائے۔ ○ رضا مسجد جہاں حضور مفتیٔ اعظم نماز ادا فرماتے تھے اور خانقاہ رضویہ جہاں حضور مفتیٔ اعظم کا مزار پاک ہے اس کی شاندار تعمیر کرائی جائے۔

○ حضور مفتیٔ اعظم کے دیوان کو ٹیپ (اوڈیو کیسٹ) میں کسی خوش الحان نعت گو سے پڑھوا کر عام کیا جائے۔ ○ حضور مفتیٔ اعظم کے نام پر جتنے ادارے ہیں ان کی امداد کی جائے۔

○ جملہ سنی ادارے، مدارس، علماء، مشائخ وغیرہ اپنے لفافے پر جشن مفتیٔ اعظم کا مونوگرام چھپاں کروائیں یا چھپوائیں۔